

مسئلہ سر کے بالوں کا

سر کے بال اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ جن میں ہیبت و سطوت بھی ہے اور حسن و جمال بھی۔ سنت رسول کے مطابق بال رکھنے سے جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوش نودی حاصل ہوتی ہے، وہاں قیام دین اور غلبہ اسلام کی بہترین کوشش بھی ہے۔

آج کے مسلمان کفار کی وضع قطع اور تہذیب و تمدن کے دل دادہ ہیں۔ جب سے انہوں نے اپنے عملی امتیازات ترک کئے، مجبور و مقہور ہو کر رہ گئے ہیں، اپنا مذہبی تشخص اور اسلامی شعار کھو بیٹھے ہیں۔ ان کے اور اللہ کے باغیوں کے مابین ظاہری فرق و تمیز ختم ہو گئی ہے۔

مسلمانوں کی غفلت و سرکشی اور بد عملی کا یہ عالم ہے کہ فطرت پرست انسان انہیں ایک نظر نہیں بھاتا۔ مغلوبیت کے ماروں نے کفار کی دیکھا دیکھی مسنون بالوں سے نفرت شروع کر دی ہے، کفار بالوں سے نفرت بھی کرتے ہیں اور بالوں سے ڈرتے بھی ہیں۔

گو بالوں کا تعلق عبادات سے نہیں معاملات سے ہے، لیکن بال رکھنے میں رسول اللہ ﷺ کا طریقہ اختیار کرنا مستحب ضرور ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ کفار کی مشابہت میں اُلٹے سیدھے بال رکھنا کسی صورت درست نہیں۔

افسوس کن امر ہے کہ بعض خاصہ مذہبی قسم کے لوگ بھی دین دار نو جوانوں کو سختی کے ساتھ بال کٹوانے کا حکم دیتے نظر آتے ہیں، حالانکہ مستحب امور کی ترغیب ہونی چاہیے۔

بعض احباب یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ بڑے بالوں کو سنوارنا مشکل ہے اور اس سے طالب علم کا حرج ہوتا ہے۔ لیکن یہ وہم ہے، کیوں کہ دین آسان ہے اور فطرت کے عین مطابق ہے۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ چھوٹے بال سنوارنا قدرے مشکل ہے، بل کہ ان کے سنوارنے میں زیادہ اخراجات اٹھتے ہیں اور وقت کا ضیاع ہے۔

مسلمان گھرانوں میں بچپن ہی سے اسلامی آداب معاشرت سکھائے جائیں تاکہ بڑے ہو کر اسلامی شعار اور اسلامی طرز زندگی اپنائیں اور پوری دنیا کے سامنے اسلامی تہذیب و تمدن کا بہترین نمونہ پیش کر سکیں۔

بصد معذرت کہ یہ سنت ہمارے معاشرے میں تو متروک ہوئی ہی تھی، مدارس دینیہ سے جبراً نکال دی گئی۔ جہاں سنت کا احیا چاہیے تھا، وہاں سنت کے ساتھ استہزا ہوتا ہے۔ طلباء کو زلفیں رکھنے سے صرف روکا ہی نہیں جاتا، بل کہ کوئی رکھ لے، تو خروج بھی لگ سکتا ہے۔ چھوٹی عمر میں بالوں پر قینچی چلا دی جاتی ہے۔ اس معصوم کی فطرت کے ساتھ کھلوڑ کیا جاتا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ طلباء کو مدارس سے محبت سنت کا درس ملتا، مگر یہاں تو سنت رسول کو دیس نکالا دیا جا رہا ہے۔ اسی باعث بیسیوں طلباء بدک جاتے ہیں۔ مدرسہ سے بھاگ لیتے ہیں۔ بھاگ نہ سکیں، تو ایک تنفر کی فضا ضرور بن جاتی ہے۔

ارباب مدارس! یاد رکھیے! بال سنوارنا ایک مخصوص عمر کی نفسیات ہیں۔ آپ کاٹیں یا چھوڑیں، وہ اپنا شوق پورا کرتا رہے گا، تو کیوں نہ اس کی فطرت مارنے کے بجائے، اسے درست رخ دے دیا جائے۔ اسے متنفر کرنے کے بجائے، محبت کا درس دیا جائے۔ وہ بال سنت کے مطابق رکھے، سنت کے لئے عوام الناس میں مثال قائم ہو، یاد رکھیے کہ بال رکھنے سے ایمان بگڑے گا، نہ اسلام جائے گا۔

ہمارے ہاں ایک اور خطا پر مبنی نظریہ بھی پایا جاتا ہے، وہ یہ کہ بال برابر رکھنے چاہیے۔
 چھوٹے رکھیں، تو برابر۔ بڑے رکھیں، تو برابر۔ طرہ یہ کہ اسے اسلام کا حکم قرار دیا جاتا ہے۔
 میرے بھائی! شوق سے برابر برابر کی رٹ لگائیں، اسے اسلام کے سر تو نہ تھوپیں، نبی
 کریم ﷺ سے صرف تین طرح کے بال رکھنا ثابت ہے، جن کا ذکر آ رہا ہے، برابر وغیرہ
 والا نظریہ اسلام ہوتا، تو نبی کریم ﷺ، اصحاب رسول ﷺ اور ائمہ سلف ضرور تصریح
 کرتے۔ واللہ اعلم

رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک:

رسول اللہ ﷺ کے بال تین طرح کے تھے۔

① جُمَّہ

کندھوں پر لٹکتی زلفیں۔

② لَمَّہ

کانوں کی لو سے بڑھی ہوئی زلف۔

③ وَفْرَہ

کانوں کی لو تک پہنچی ہوئی زلفیں۔

نوٹ:

لَمَّہ اور جُمَّہ ایک دوسرے کے معنی میں بھی مستعمل ہیں۔

معروف لغوی، حافظ نووی رحمہ اللہ (م: ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ أَهْلُ اللَّعَةِ : الْجُمَّةُ أَكْثَرُ مِنَ الْوَفْرَةِ، فَالْجُمَّةُ؛ الشَّعْرُ

الَّذِي نَزَلَ إِلَى الْمُنْكِبِينَ، وَالْوَفْرَةَ؛ مَا نَزَلَ إِلَى شَحْمَةِ
الْأُذُنَيْنِ، وَاللِّمَّةَ؛ الَّتِي لَمَّتْ بِالْمُنْكِبِينَ .

”اہل لغت کہتے ہیں کہ جُمّہ بال و فرہ سے بڑے ہوتے ہیں۔ جمہ کندھوں پر
لٹکتے بالوں کو کہتے ہیں۔ و فرہ وہ بال، جو کانوں کی لوتک پہنچیں اور لِمّہ مونڈھوں
کو چھوتے ہیں۔“

(شرح صحیح مسلم: ۲/۲۸۵)

نبی اکرم ﷺ کے مبارک بالوں کی کیفیت ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَضْرِبُ شَعْرَهُ
مَنْكِبَيْهِ .

”رسول اللہ ﷺ کے بال مونڈھوں کو چھوتے تھے۔“

(صحیح مسلم: ۲۳۳۸/۹۵)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ جُمَّتَهُ لَتَضْرِبُ قَرِيبًا مِّنْ مَنْكِبَيْهِ .

”آپ ﷺ کے جُمّہ بال کندھوں کے قریب پہنچتے تھے۔“

(صحیح البخاری: ۵۹۰۱)

سنن نسائی (۵۰۶۳) کی روایت میں ہے:

وَرَأَيْتُ لَهُ لِمَةً تَضْرِبُ قَرِيبًا مِّنْ مَنْكِبَيْهِ .

”میں نے آپ ﷺ کے لِمّہ بال دیکھے، جو کندھوں کے قریب تھے۔“

ایک روایت میں ہے:

شَعْرُهُ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ .

”آپ ﷺ کے بال کندھوں کو چھوتے تھے۔“

(صحیح مسلم: ۹۲/۲۳۳۷)

قنادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول

اللہ ﷺ کے بالوں کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا:

كَانَ شَعْرًا رَجُلًا، لَيْسَ بِالْجَعْدِ وَلَا السَّبِطِ، بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقَيْهِ .

”آپ ﷺ کے بال نہ بالکل سیدھے تھے نہ بالکل گھنگریالے۔ وہ آپ ﷺ

کے کانوں اور کندھوں کے درمیان پڑتے تھے۔“

(صحیح مسلم: ۹۴/۲۳۳۸)

مسند ابویعلیٰ (۲۸۴۷، وسندہ صحیح) کے الفاظ یہ ہیں:

بَيْنَ الْجِيدِ وَعَاتِقَيْهِ .

”گردن اور کندھوں کے درمیان تھے۔“

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَهُ شَعْرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ .

”آپ ﷺ کے بال کانوں کی لو تک تھے۔“

صحیح مسلم (۹۱/۲۳۳۷) میں یوں ہے:

عَظِيمُ الْجُمَةِ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ .

”آپ ﷺ کے بڑے بڑے جمہ بال تھے، جو کانوں کی لو تک تھے۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں کے وسط تک تھے۔“

(صحیح مسلم: ۹۶/۲۳۳۸)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں:

كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں کی لوتک تھے۔“

(سنن أبی داؤد: ۴۱۸۵، سنن النسائی: ۵۰۶۴، وسندہ صحیح)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُجَاوِزُ شَعْرَهُ أُذُنَيْهِ .

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں سے بڑھے ہوئے تھے۔“

(مسند الإمام أحمد: ۱۴۲/۳، وسندہ صحیح)

ابورمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

میں والد گرامی کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں حاضر ہوا۔ جب میرے والد

صاحب نے مجھے بتایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

وَكُنْتُ أَظُنُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا لَا يُشْبِهُ

النَّاسَ، فَإِذَا بَشَّرَ لَهْ وَفَرَّةً، وَبِهَا رَدُّعٌ مِّنْ حِنَاءٍ .

”میرا خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں جیسے نہیں ہوں گے، لیکن اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ تو بشر ہیں۔ آپ کے بال کانوں کی لوتک تھے اور انہیں مہندی لگی ہوئی تھی۔“

(مسند الإمام أحمد : ۲/۲۲۶، ۲۲۸، وسندہ صحیح، وصحّٰه ابن حبان : ۵۹۹۵، والحاكم : ۴۲۵/۲، ووافقه الذهبي)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوْقَ الْوَفْرَةِ وَدُونَ الْجُمَةِ .
 ”رسول اللہ ﷺ کے بال وفّرہ (کانوں کی لو) سے زیادہ اور جمہ (کندھوں) سے کم تھے۔“

(سنن أبي داود : ۴۱۸۷، وسندہ حسن)

سنن ترمذی (۱۷۵۵، وقال: حسن صحيح غريب) اور شامی ترمذی (۲۴، وسندہ حسن) میں یہ الفاظ ہیں:

فَوْقَ الْجُمَةِ وَدُونَ الْوَفْرَةِ .

”آپ ﷺ کے بال جمہ سے زیادہ اور وفّرہ سے کم تھے۔“

شراح صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (م: ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا شَيْخُنَا فِي شَرْحِ التِّرْمِذِيِّ بِأَنَّ الْمُرَادَ بِقَوْلِهِ :
 فَوْقَ وَدُونَ بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْمَحَلِّ، وَتَارَةً بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْكَثَرَةِ
 وَالْقِلَّةِ، فَقَوْلُهُ : فَوْقَ الْجُمَةِ، أَيُّ أَرْفَعُ فِي الْمَحَلِّ، وَقَوْلُهُ :

دُونَ الْجُمَّةِ، أَيْ فِي الْقَدْرِ، وَكَذَا بِالْعَكْسِ، وَهُوَ جَمْعٌ جَيِّدٌ.
 ”ان الفاظ کے مابین ہمارے شیخ نے سنن ترمذی کی شرح میں یوں تطبیق دی
 ہے کہ زیادہ یا کم کے الفاظ ایک دفعہ جگہ کے اعتبار سے بولے گئے اور دوسری
 دفعہ قلت و کثرت کے اعتبار سے۔ یعنی جمہ سے اوپر تھے، جگہ کے اعتبار سے
 اور جمہ سے کم تھے، مقدار میں۔ اسی طرح بالعکس بھی۔ یہ اچھی تطبیق ہے۔“

(فتح الباری: ۳۵۸/۱۰)

نیز دیکھیں قوت المعتزلی علی جامع الترمذی للسیوطی (۴۴۳/۱)۔

تنبیہ ①:

بعض صوفی اور ملنگ لمبے لمبے بال رکھتے ہیں، حتیٰ کہ کمر تک جا پہنچتے ہیں۔ یہ عمل
 درست نہیں۔ شریعت نے ایسے بالوں کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا، جیسا کہ:
 سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلِيَّ شَعْرٍ طَوِيلٍ، فَقَالَ:
 «ذُبَابٌ، ذُبَابٌ»، فَأَنْطَلَقْتُ، فَأَخَذْتُهُ، فَرَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «إِنِّي لَمْ أَغْنِكَ، وَهَذَا أَحْسَنُ».

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو میرے لمبے بال تھے۔ فرمایا: مصیبت،
 مصیبت۔ میں گیا اور کچھ بال کاٹ دیے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا، تو فرمایا:
 میری یہ مرا نہیں تھی، بہر حال بہتر ہے۔“

(سنن أبي داود: ۴۱۹۰، سنن النسائي: ۵۰۵۵، سنن ابن ماجه: ۳۶۳۶، وسنده

صحيح)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے صحابی رسول سیدنا سہیل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کچھ ایسا بتائیں، جو ہمیں فائدہ دے تو، فرمایا:

قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «نِعَمَ الرَّجُلُ خُرَيْمُ الْأَسَدِيُّ، لَوْلَا طُولُ جُمَّتِهِ وَإِسْبَالُ إِزَارِهِ»، فَبَلَغَ ذَلِكَ خُرَيْمًا، فَعَجَلَ، فَأَخَذَ شَفْرَةً، فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهُ إِلَى أُذُنَيْهِ، وَرَفَعَ إِزَارَهُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ .

”ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خرم اسدی بھی کیا خوب ہیں، اگر ان کے بال زیادہ لمبے نہ ہوں اور شلوار ٹخنوں سے نیچے نہ ہو۔ یہ بات خرم اسدی رضی اللہ عنہ کو پہنچی، تو انہوں نے جلدی سے قینچی لی، بال کانوں تک کاٹ دیئے اور شلوار نصف پنڈلی تک اٹھالی۔“

(سنن أبي داود : ٤٠٨٩، مسند الإمام أحمد : ١٨٠/٤، المستدرک علی الصحیحین للحاکم : ١٨٤/٤، وسنده حسن)

اس حدیث کو امام حاکم نے ”صحیح الاسناد“ اور حافظ ذہبی نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔ اس حدیث کا راوی ہشام بن سعد جمہور کے نزدیک ”موثق، حسن الحدیث“ ہے۔ کندھوں تک بال رکھنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں، لہذا یہاں بالوں کی ناپسندیدہ لمبائی سے مراد کندھوں سے بھی بڑھے ہوئے بال ہیں۔

معلوم ہوا کہ کندھوں تک بال رکھنا جائز و مستحب ہیں اور اس سے بڑے بال نا پسندیدہ ہیں۔

تنبیہ (۲):

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو نبی کریم ﷺ نے خواب میں دیکھا تو ان کے بالوں کی کیفیت

بیان کی:

تَضْرِبُ لِمَتَهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ .

”آپ کے بال کندھوں کے درمیان لٹک رہے تھے۔“

(صحیح البخاری: ۳۴۴۰)

تنبیہ (۳):

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ تشریف لائے:

وَلَهُ أَرْبَعُ غَدَائِرَ، تَعْنِي عَقَائِصَ .

”آپ ﷺ کے بالوں کی چار مینڈھیاں تھیں۔“

(سنن أبي داود: ۴۱۹۱، سنن الترمذی: ۱۷۸۱، الشمائل للترمذی: ۳۱، سنن ابن

ماجہ: ۳۶۳۱)

سند ”ضعیف“ ہے، ابن ابونعج ”مدلس“ ہیں اور بصیغہ ”عن“ روایت کر رہے ہیں۔
معجم کبیر طبرانی (۲۴۹/۲۴) کی سند مسلم بن خالد زنجی (ضعیف عند الجہور) کی وجہ سے
”ضعیف“ ہے، جب کہ معجم صغیر طبرانی (۸۷/۲) والی سند میں امام طبرانی رحمہ اللہ کے استاذ محمد
بن ادريس حلبی ”مجهول“ اور قتادہ ”مدلس“ ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے مبارک بالوں کی مختلف اوقات میں کیا کیفیت تھی؟ واضح ہوگئی۔
ان کے علاوہ بالوں کی کوئی کیفیت پسندیدہ نہیں۔ سلف صالحین، یعنی صحابہ کرام اور ائمہ دین
کے بال سنت کے مطابق ہوتے تھے، جیسا کہ:

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے بال کانوں کی لوتک تھے۔ (صحیح البخاری: ۴۱۹۱)

عبداللہ بن بسر مازنی رضی اللہ عنہ کے بال کانوں کی لوتک تھے۔

(معرفة الصحابة لأبي نعيم: ۱۵۹۵/۳، وسنده حسن)

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عباس (مصنف ابن ابی شیبہ: ۴۵۰/۸، وسندہ صحیح) سیدنا
عبداللہ بن عمر (مصنف ابن ابی شیبہ: ۴۴۶/۸، وسندہ صحیح) سیدنا جابر بن عبداللہ (مصنف
ابن ابی شیبہ: ۴۴۶/۸، وسندہ صحیح) سیدنا عبداللہ بن زبیر (مصنف ابن ابی شیبہ: ۴۵۰/۸،
وسندہ صحیح) سہل بن سعد ساعدی (التاریخ الاوسط للبخاری، ت، ۱۰۲۳۰، العلل ومعرفة
الرجال لاحمد بن حنبل: ۷۷۹، وسندہ حسن) رضی اللہ عنہم سے کندھوں تک بال رکھنا ثابت ہے۔
نیز تابعین میں سے قاسم بن محمد (مصنف ابن ابی شیبہ: ۴۴۷/۸، وسندہ صحیح) عبید بن
عمیر (مصنف ابن ابی شیبہ: ۴۵۰/۸، وسندہ صحیح) ابن الحنفیہ (مصنف ابن ابی شیبہ:
۴۵۰/۸، وسندہ صحیح) اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ (العلل ومعرفة الرجال لاحمد بن حنبل:
۵۵۹۰، وسندہ صحیح) سے بھی کندھوں تک بال رکھنا مروی ہے۔

تابعی معتمر بن سلیمان رضی اللہ عنہ کے بال بھی کندھوں تک تھے۔

(العلل لأحمد بن حنبل: ۱۲۲۷، وسندہ صحیح)

علامہ ابن قدامہ مقدسی رضی اللہ عنہ (۵۴۱-۶۲۰ھ) لکھتے ہیں:

وَيَسْتَحَبُّ أَنْ يَكُونَ شَعْرُ الْإِنْسَانِ عَلَى صِفَةِ شَعْرِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَالَ فَإِلَى مَنْكِبَيْهِ، وَإِنْ قَصَرَ فَإِلَى
شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ.

”رسول اللہ ﷺ جیسے بال رکھنا مستحب ہے۔ لمبے ہوں، تو کندھوں تک،

چھوٹے ہوں تو کانوں تک۔“ (المغنی لابن قدامة: ۶۶/۱)

لہذا ہر مسلمان کو سنت رسول کی روشنی میں بال رکھنے چاہئیں۔ کفار کی تقلید میں اٹے
سیدھے بال رکھنے سے بالکل گریز کرنا چاہیے۔